مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۸ ماہ ظہور۔ سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ساڑھے پانچ بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سردرد اور متلی کی وجہ سے ناساز ہے احباب صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

قادیان ۸ ماہ ظہور۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرام ہے۔

جناب راجہ علی محمد صاحب ناظر بیت المال دو ماہ کے لئے رخصت پر تشریف لے گئے ہیں ان کی جگہ خان صاحب منشی برکت علی صاحب قائمقام ناظر بیت المال مقرر ہوئے ہیں۔

جلد ۳۴ | ۹ ماہ ظہور ۱۳۲۵ ہش | ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ | ۹ اگست ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۸۵

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت پر قریب کے زمانہ میں ایک نیا دور آنیوالا ہے

احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قربانیاں کریں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۶ء

بمقام بیت الفضل ڈلہوزی

مرتبہ:۔ مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

فرد کی زندگی کی طرح

قومی زندگی

بھی مختلف مراحل میں سے گزرتی ہے۔ میں نے پچھلے سال ڈلہوزی میں ایک خطبہ میں بیان کیا تھا۔ کہ جیسے بچے کی پیدائش کا وقت نازک ہوتا ہے۔ اس طرح قوموں کی پیدائش کا وقت بھی بہت نازک ہوتا ہے۔ جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ اس میں وہ جذبات پیدا نہیں ہوتے۔ جو پیدا ہونے کے بعد شروع ہوتے ہیں۔ اس

فطرتی جذبہ

کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ پیدا ہونے کے بعد جو بچہ سانس لے۔ اس کا جنازہ پڑھا جائے اور جو بچہ سانس نہ لے۔ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ اگر وہ سانس لیتا ہے۔ تو وہ اس دنیا کا جزو بن جاتا ہے۔ اور اسے اس دنیا کے لوگوں سے ایک دلچسپی ہوتی ہے۔ گو وہ کلام نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کی رُوح آنکھوں کے ذریعہ سے

دوسری روحوں سے ہمکلام

ہوتی ہے۔ اور اسکو ایک تعلق اس دنیا سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جس کے گھر میں وہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس وقت سے صاحب اولاد ہو جاتا ہے۔ اور اس بچہ کے متعلق امیدیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ملنے جلنے والے لوگ آتے ہیں۔ اور مبارکباد کہتے ہیں۔ اس حال میں کوئی نہیں جانتا کہ بچہ کیسا ہو گا۔ لیکن جس طرح ایک چیز کا قانونی وجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح

بچے کی پیدائش کے بعد

اس کا قانونی وجود تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ اسی لئے تو شریعت نے اس کے جنازہ کا حکم دیا ہے۔ اور اگر وہ زندہ رہے۔ تو اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جہاں وہ دوسری رعایا کیلئے غذا اور لباس کا انتظام کرے وہاں اس بچہ کی غذا کا بھی انتظام کرے حضرت عمرؓ نے شروع شروع میں دودھ پیتے بچوں کے لئے کوئی وظیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ لیکن بعد میں

دودھ پیتے بچوں کا حق

تسلیم کر لیا۔ اور حکم دیا کہ ان کا حصہ ان کی ماؤں کو دیا جائے۔ پہلے حضرت عمرؓ یہ سمجھتے تھے۔ کہ جب تک بچہ دودھ پیتا ہے وہ قوم کے وجود میں حصہ نہیں لیتا۔ اس کی ذمہ داری اس کی ماں پر ہے پبلک پر نہیں۔ لیکن ایک دفعہ حضرت عمرؓ سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے شہر سے باہر ایک قافلہ بدویوں کا اترا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایک خیمہ سے بچہ کے رونے کی آواز سنی۔ بچہ چیخ رہا تھا۔ اور ماں تھپک تھپک کر سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب کچھ مدت تک تھپکی دینے کے باوجود بچہ چپ نہ ہوا تو ماں نے بچے کے تھپڑ مار کر کہا رو عمر کی جان کو۔ حضرت عمرؓ حیران ہوئے کہ اس بات سے میرا کیا تعلق ہے؟ حضرت عمرؓ نے اس عورت سے خیمہ میں داخل ہونے کی اجازت لی اور اندر جا کر اس عورت سے پوچھا۔ بی بی کیا بات ہے بچے کو۔ وہ حضرت عمرؓ کو پہچانتی نہ تھی۔ اس لئے کہنے لگی بات کیا ہے۔ عمرؓ نے سب کے گزارے مقرر کئے ہیں۔ لیکن اسکو یہ معلوم نہیں کہ

دودھ پیتے بچوں کے لئے بھی غذا کی ضرورت

ہے۔ اب میرے پاس دودھ پورا نہیں۔ اور میں نے اسکا دودھ چھڑا دیا ہے۔ تا اسکا وظیفہ مقرر ہو جائے۔ حضرت عمرؓ اسی وقت واپس آئے۔ اور آپ نے خزانے سے آٹے کی بوری نکلوائی۔ اور خود اٹھا کر چلنے لگے۔ وہ آدمی جو خزانہ پر مقرر تھے وہ آگے بڑھے کہ ہم اٹھا کر لے چلتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا۔ تم چھوڑ دو۔ میں خود اٹھا کر لے جاؤنگا

قیامت کے دن

جب مجھے کوڑے لگیں گے۔ تو کیا میری جگہ تم جواب دو گے۔ پتہ نہیں کہ اس طرح میرے ذریعہ کتنے بچے مر گئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ حکم دے دیا۔

ایڈیٹر:۔ رحمت اللہ خان شاکر

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

دودھ پیتے بچوں کا بھی وظیفہ مقرر کیا جائے۔ یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض بچے چھٹے ساتویں مہینے ہی روٹی مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ یا اگر ماں کے دودھ کم ہو۔ تو وہ بچے کو حریرہ وغیرہ بنا دیتی ہے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے قانون میں تبدیلی کر لی۔ اور آپ پر اپنی غلطی ظاہر ہو گئی۔ اور معلوم ہو گیا۔ کہ

بچے کا قانونی حق

پیدائش سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ نہ کہ ایک دو سال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے تو پیدائش سے ہی بچے کا قانونی حق بنا دیا ہے۔ کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اگر سانس لے۔ تو مسلمانوں پر اس کا اسی طرح حق ہے۔ جس طرح بڑے آدمیوں کا۔ کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے۔ یہ حق اس قسم کا ہے۔ کہ اگر مسلمانوں میں سے بعض آدمی اس حق کو پورا کر دیں۔ تو باقیوں پر سے یہ حق ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بھی جنازہ نہ پڑھے۔ تو سب مسلمان گنہگار ہوتے ہیں۔ پس بچے کا یہ قانونی حق اللہ تعالےٰ نے پیدائش سے ہی مقرر کر دیا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ بچہ پیدائش کے بعد اگر سانس لے تو اس کا قانونی وجود مسلمانوں کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ اور

ورثہ میں اس کا حصہ

رکھنا چاہیئے۔ پس جس طرح بچے کی پیدائش ہوتی ہے۔ اسی طرح قومیں پیدا ہوتی ہیں۔ کسی قوم کا قانونی وجود تسلیم کئے جانے کے معنے یہ ہیں۔ کہ دنیا اسے قوم تسلیم کرلے۔ اور ملک کے سیاسی اور اقتصادی حالات کے رد و بدل میں اس کا ہاتھ ہو۔ ورنہ اگر دس آدمی جمع ہو جائیں۔ تو وہ بھی ایک کمیٹی بنا لیتے ہیں۔ لیکن انہیں دنیا قوم تسلیم نہیں کرتی۔ کیونکہ

قومی وجود کے لئے

ایک خاص تعداد کی ضرورت ہے۔ اب کمشن ہندوستان میں آیا تھا۔ اس نے بعض قوموں کے قومی وجود کو تسلیم کیا۔ اور بعض کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ کمشن نے اپنے مشوروں میں ہندوؤں مسلمانوں۔ سکھوں۔ اینگلو انڈین اور عیسائیوں کو بلایا۔ لیکن ان کے علاوہ اور بھی کئی جماعتیں ہیں۔ جو اپنے مستقل وجود کا دعویٰ کرتی ہیں۔ لیکن ان کو نہیں بلایا۔ اور دستور ساز اسمبلی میں تو

صرف تین قوموں کو

رکھا ہے۔

اینگلو انڈین اور عیسائیوں کو ان کی مذہبی اور نسلی حیثیت کے لحاظ سے بلایا تھا۔ سوائے ان چند اقوام کے باقی تمام قوموں کا انہوں نے قانونی وجود تسلیم نہیں کیا۔ جس طرح انہوں نے شیعہ اور اہل حدیث کو نظر انداز کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اچھوت کو

باوجود لاکھوں کی تعداد میں ہونے کے

نہیں بلایا۔ اسی طرح انہوں نے ہماری جماعت کو بھی نہیں بلایا۔ کیونکہ انہوں نے ہماری جماعت کا قانونی وجود تسلیم نہیں کیا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ سیاسیات کے لحاظ سے اس وقت ہمارا

مسلم لیگ سے اشتراک

اور اتحاد ہے۔ لیکن بحیثیت جماعت احمدیہ ہم سے لیگ کا کوئی فیصلہ نہیں۔ ہمارا اسمبلی کا ممبر بے شک مسلم لیگ کے ساتھ شامل ہو گیا ہے۔ لیکن انتخاب کے وقت لیگ نے احمدیوں کو ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ پس یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ چونکہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں، اس لئے ہمیں نہیں بلایا گیا۔ مسلم لیگ تو خود ہمیں اپنے ساتھ شامل نہیں کرتی۔ تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم مسلم لیگ کا حصہ ہیں۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ ابھی دنیا

ہمارا قانونی وجود

تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ اور ہماری تعداد کے لحاظ سے ملکی معاملات اور اقتصادی معاملات میں ہمارا حصہ اتنا چھوٹا اور اتنا تھوڑا ہے۔ کہ دنیا اسے الگ حیثیت دینے کو تیار نہیں۔ دنیا ہماری نسبت یہی خیال کرتی ہے کہ جس طرح دنیا میں بعض اور سوسائیٹیاں ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک سوسائٹی ہے۔ اس سے زیادہ وہ ہمیں کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ اور وہ اس بات کو نہیں مانتی۔ کہ مستقبل میں اس جماعت کو

کوئی بڑی پوزیشن

حاصل ہونے والی ہے۔ اور دنیا کے کاروبار میں آئندہ اس جماعت کا بہت کچھ دخل ہو گا۔ اور وہ اپنے مطالب کو اور مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کوئی موثر کوشش کرے گی۔ اور دنیا اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرتی۔ کہ قریب زمانہ میں ہی اس جماعت کے ذریعہ کچھ تغیر رونما ہوں گے۔ جو دنیا کو مجبور کریں گے۔ کہ وہ اس جماعت کا قانونی وجود مانے۔ لیکن میں آج یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ وقت بہت قریب زمانہ میں ہی آنے والا ہے۔ کہ دنیا ہمارے قانونی وجود کو تسلیم کرے گی۔ میرا اندازہ ہے کہ جماعت کی یہ پیدائش

بیس پچیس سال کے عرصہ میں

ضرور ہو گی۔ انشاء اللہ۔ کوئی شخص یہ کہے کہ بیس پچیس سال کا عرصہ بہت لمبا عرصہ ہے۔ اور اس عرصہ میں بڑے بڑے تغیرات ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے شخص کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ افراد کے تغیرات میں اور جماعت کے تغیرات میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک فرد کی پیدائش نو ماہ کے بعد ہو جاتی ہے۔ لیکن

جماعتوں کی پیدائش

بعض دفعہ سو سال کے بعد بعض دفعہ دو سو سال کے بعد اور بعض دفعہ تین سو سال کے بعد ہوتی ہے۔ عیسائیت کی پیدائش دو تین سو سال کے بعد ہوئی۔ لیکن ساری انسانی زندگی بھی دو تین سو سال نہیں ہوتی۔ گاندھی جی نے لکھا ہے کہ میں ایک سو پچیس سال تک زندہ رہنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کی یہ بات کہاں تک درست ہو گی۔ لیکن اگر درست بھی ہو تو پھر بھی مسیحی قوم کی پیدائش کی مدت سے یہ کتنی تھوڑی مدت ہے۔ میں نے ڈلہوزی میں ہی ایک خبر پڑھی تھی۔ کہ روس کے ایک ڈاکٹر نے ایک ٹیکہ نکالا ہے۔ جس کے متعلق اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو اچھے حالات میں وہ ٹیکہ کیا جائے۔ تو وہ

ڈیڑھ سو سے تین سو سال تک

زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن ڈلہوزی میں ہی میں نے اس کے متعلق یہ خبر بھی پڑھی ہے کہ جس روسی ڈاکٹر نے وہ ٹیکہ نکالا تھا۔ وہ اس ٹیکہ کے متعلق اعلان کے بعد دو تین ہفتے کے بعد ہی خود چونسٹھ سال کی عمر میں مر گیا۔ بہر حال عام انسانی عمر کی اوسط ساٹھ ستر سال ہے۔ کوئی چالیس سال کی عمر میں فوت ہو جاتا ہے۔ کوئی پچاس سال کی عمر میں فوت ہو جاتا ہے۔ اور کوئی نوے سال کی عمر میں فوت ہو جاتا ہے۔ کوئی سو سال کی عمر میں فوت ہو جاتا ہے۔ اوسط عمر ساٹھ ستر سال ہو جاتی ہے۔ لیکن کام کرنے والی جماعتوں کی عمریں افراد کی نسبت بہت لمبی ہوتی ہیں۔ عیسائیت کو پیدا ہوئے انیس سو سال ہو گئے ہیں۔ اور یہودیت کو پیدا ہوئے بیالیس سو سال ہو گئے ہیں۔ پس وہ قومیں جنہوں نے دنیا میں بڑے بڑے تغیرات پیدا کرنے ہوتے ہیں۔ ان کی پیدائش کا عرصہ بھی لمبا ہوتا ہے۔ اور ان کی

جوانی کا عرصہ

بھی لمبا ہوتا ہے۔ اسلام کا پہلا دور ہی تیرہ سو سال کا تھا۔ اور خدا جانے قیامت تک اس کی ترقی کے کتنے دور آئیں گے۔ اگر قیامت تک تین ہزار سال کا عرصہ سمجھا جائے۔ تو اس کی عمر تینتالیس سو سال کی ہو جائیگی۔ اور اگر چار ہزار سال کا عرصہ سمجھا جائے۔ تو اسلام کی عمر ترپن سو سال ہو جائیگی۔ اور اگر پانچ ہزار سال کا عرصہ سمجھا جائے۔ تو تریسٹھ سو سال کی ہو جائے گی۔ پس

قوموں کی پیدائش

کوئی معمولی بات نہیں۔ قومی پیدائش کے لحاظ سے بیس پچیس سال کا عرصہ بہت معمولی عرصہ ہے۔ بیس تیس یا چالیس سال کے عرصہ میں کئی قومیں پیدا ہوتی ہیں اور

اس عرصہ میں مر جاتی ہیں۔ اور ان میں اتنی طاقت پیدا نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے وجود کو دیرپا بنا سکیں۔ اور دنیا ان کو قانونی وجود تسلیم کر لے۔ پس ہماری جماعت پر قریب کے زمانہ میں

ایک نیا دَور

آنے والا ہے۔ قریب کا لفظ میں نے جان بوجھ کر بولا ہے۔ کیونکہ قومی پیدائش کے لحاظ سے بیس پچیس سال کا عرصہ بہت ہی معمولی عرصہ ہے۔ اس عرصہ کے بعد ساری دنیا یا دنیا کا ایک حصہ اس بات پر مجبور ہوگا۔ کہ وہ ہماری جماعت کا قانونی وجود تسلیم کرے۔ اس وقت کے آنے تک

بعض چھوٹے چھوٹے دور

جماعت پر آئیں گے۔ بچے کی پیدائش نو ماہ کے بعد ہوتی ہے۔ لیکن اس نو ماہ کے عرصہ میں اس پر سات دور گزرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں ان ادوار کو بیان فرمایا ہے کہ ابتداء میں بچے کی حالت ایک نقطہ کی ہوتی ہے۔ پھر وہ نقطہ گاڑھا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ مضغہ بنتا ہے۔ پھر مضغہ سے گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے۔ پھر ہڈیاں بنتی ہیں۔ پھر اس میں جان پڑتی ہے۔ تو اس نو ماہ کے عرصہ میں بچے پر سات دَور گزرتے ہیں۔ اسی طرح اس بیس سال کے عرصہ میں بعض سب سیکشنز (Sub Sections) یعنی چھوٹے چھوٹے حصے ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک دَور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے معلوم ہوتا ہے

اپریل ۱۹۴۸ء تک

آنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ یہ دَور ہماری جماعت پر کس رنگ میں اثر انداز ہوگا۔ آیا اس عرصہ کو تنظیمی رنگ میں اہمیت حاصل ہے۔ یا اسے اس لحاظ سے اہمیت ہے کہ وہ جماعت کے لئے مصیبت کا عرصہ ہے۔ میں نے اپریل ۱۹۴۸ء کہا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ چند مہینوں کا فرق ہو جائے۔ یعنی اپریل کی بجائے مئی جون یا جولائی تک وہ تغیر پیدا ہو۔ اتنے لمبے اندازوں میں چند مہینوں کا فرق ہو سکتا ہے۔ پس

جماعت کا فرض

ہے کہ وہ اپنے اندر بھی تغیر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ جب بھی کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے۔ تو اس میں خیر اور شر دونوں کا خطرہ موجود ہوتا ہے۔ عوام الناس اور جاہل لوگ تغیرات کی پروا نہیں کرتے لیکن حقیقت آشنا لوگ ہر چھوٹے سے چھوٹے تغیر کے وقت گھبرا جاتے ہیں۔ بادل آتے ہیں تو عوام الناس خوش ہوتے ہیں اور بچے گاتے اور اچھلتے کودتے ہیں۔ کہ ابھی بادل برسے گا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جب بادل آتا۔ تو آپ گھبرا کر کبھی اندر جاتے۔ اور کبھی باہر آتے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ کہ بادل تو بارش کا پیغام لاتے ہیں۔ اور وہ خوشی کا موجب ہیں۔ آپ کیوں گھبرا جاتے ہیں آپ نے فرمایا انہی بادلوں سے پہلی قوموں کے لئے عذاب نازل ہوا تھا۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ یہ بادل ہمارے کھیتوں کو سرسبز و شاداب کرے گا۔ لیکن وہی بادل ان کی تباہی کا سامان تھا۔ اگر آدم سے لے کر آج تک کی تاریخ دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہی بادل

کئی قوموں کی تباہی کا باعث

ہوئے۔ حضرت نوحؑ کی قوم کی تباہی بادلوں کے ذریعہ ہوئی۔ عاد کی قوم نے بادل کو دیکھ بہت خوشیاں منائیں۔ لیکن وہی بادل ان کی تباہی کا باعث ہوا۔ وہ بادل ایک ایسی تند ہوا کی صورت میں ظاہر ہوا۔ کہ جس نے شہروں کو الٹ کر رکھ دیا۔ اور آج تک ریت کے تودوں میں سے آثار قدیمہ والے ان کی بستیاں نکال رہے ہیں۔ جب تک کوئی تغیر پورے طور پر ظاہر نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ مبارک ہوگا یا مضر ہوگا۔ پس ہماری جماعت کا فرض ہے کہ ہر تغیر کے وقت

زیادہ سے زیادہ قربانیاں

کرے۔ قربانیاں بُری چیز کو بھی اچھی بنا دیتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت یونسؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ کہ جا کر ان کو سمجھاؤ۔ آپ ان کے پاس گئے۔ اور ان کو سمجھاتے رہے۔ لیکن انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔ آپ نے اللہ تعالےٰ سے عرض کیا۔ کہ میں نے ان کو ہر طرح سمجھایا ہے۔ لیکن یہ نہیں مانتے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جاؤ ان کو تبلیغ کرو۔ اور ان سے کہدو کہ اگر نہیں مانو گے تو چالیس دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ حضرت یونسؑ پھر ان کے پاس گئے۔ اور ان کو تبلیغ شروع کی۔ انہوں نے کہا پہلے تم نے تھوڑی تبلیغ کی ہے۔ کہ اب پھر باسی کڑھی میں ابال آیا ہے۔ حضرت یونسؑ نے ان سے کہا کہ اگر تم مجھے قبول نہیں کرو گے تو چالیس دن کے اندر اندر تم پر ایک سخت عذاب آئے گا۔ جس سے تمہارے مرد و زن تباہ ہو جائیں گے۔ لیکن انہوں نے اس کے باوجود حضرت یونسؑ کو قبول نہ کیا۔ جب یہ مدت گزر گئی۔ تو حضرت یونسؑ نے دیکھا کہ ایک بادل اٹھا ہے۔ آپ سمجھ گئے۔ کہ یہ وہی عذاب ہے۔ آپ اس بستی سے نکل گئے۔ حضرت یونسؑ کی قوم اس بادل کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد ان کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ پانی برسانے والا بادل نہیں۔ کیونکہ وہ بادل سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ اور وہ سمجھ گئے۔ کہ یہ کوئی بگولا ہے۔ جس میں آگ ہے۔ چونکہ

پیشگوئی کا زمانہ

بالکل قریب کا تھا۔ وہ سمجھ گئے۔ کہ یہ وہی بات ہے جو حضرت یونسؑ نے کہی تھی۔ اور یہ بادل ہماری تباہی کے لئے اٹھا ہے۔ انہوں نے فوراً پنچائت بٹھائی کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ پنچائت نے کہا کہ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ سارے کے سارے مرد و زن شہر سے نکل چلیں۔ اور باہر چل کر

خدا کے حضور گریہ و زاری

کریں۔ کہ وہ یہ عذاب ہم سے ٹلا دے اور انہوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ جانوروں کو بھی چارہ نہ دیا جائے۔ اور مائیں بچوں کو دودھ نہ پلائیں۔ چنانچہ وہ شہر سے نکل گئے۔ اور باہر جا کر انہوں نے جانوروں کو باندھ دیا۔ اور ماؤں نے بچوں کو دودھ پلانا چھوڑ دیا۔ اور سب کے سب دُعا میں مشغول ہو گئے۔ ادھر بچوں نے رونا اور بلبلانا شروع کیا۔ اور جانوروں نے رسّے تڑوانے شروع کئے۔ ان کی تدبیر بہت عقلمندانہ تھی۔ کیونکہ بچوں کا رونا اور چلانا بہت رقّت پیدا کرتا ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ مجلس میں سے ایک آدمی رونا شروع کر دے۔ تو سب رونا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے دس بارہ منٹ تک بالکل خاموشی رہتی ہے۔ جونہی کسی نے ایک چیخ ماری ساری مجلس رونا شروع کر دیتی ہے۔ انہوں نے یہ تدبیر بھی اس لئے کی۔ کہ بچوں کے رونے سے ہمارے اندر رقّت پیدا ہوگی۔ اور

دعاؤں میں سنجیدگی اور اخلاص

پیدا ہوگا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایک کہرام برپا کر دیا۔ اور بہت عاجزی سے دعائیں کیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس گریہ و زاری کو دیکھ کر فرشتوں کو حکم دیا کہ عذاب کو ٹلا دو چنانچہ عذاب ٹل گیا جب ان سے عذاب ٹل گیا تو انہوں نے ارد گرد کے علاقہ میں کچھ آدمی دوڑائے۔ جو حضرت یونس کی تلاش کریں۔ اور ان کو واپس بلا کر لائیں۔ تاکہ حضرت یونس آکر ان کو ہدایت دیں۔ اور انہیں بتائیں۔ کہ وہ کیا کیا اعمال بجا لائیں جن کے بجا لانے سے خدا تعالےٰ ان سے خوش ہو۔ لیکن ادھر حضرت یونسؑ ان کو چھوڑ کر دور چلے گئے۔ آپ کو کوئی مسافر اس طرف سے جانے والا ملا۔ آپ نے اس سے پوچھا بتاؤ نینوا شہر کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا وہ لوگ بالکل راضی خوشی ہیں۔ اس مسافر کو کیا معلوم تھا۔ کہ نینوا کے متعلق

عذاب کی پیشگوئی

تھی۔ اور انہوں نے گریہ و زاری کر کے اس عذاب کو ٹلا دیا ہے۔ جب اس مسافر نے حضرت یونسؑ کو بتایا کہ وہ لوگ راضی خوشی ہیں۔ تو حضرت یونسؑ کو بہت صدمہ ہوا کہ اب میں کس طرح اپنی قوم کو مونہہ دکھاؤں گا۔ جب میں ان کے سامنے جاؤں گا۔ تو وہ کہیں گے تم کتنے جھوٹے ہو۔ تم نے کہا تھا کہ

چالیس دن تک عذاب آئے گا۔ لیکن عذاب نہیں آیا۔ اور ہم عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حضرت یونس ؑ نے

گلے کے طور پر

خدا تعالےٰ کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ میں تو تیرے رحم سے پہلے ہی جانتا تھا۔ کہ تو نے ان لوگوں کو چھوڑ دینا ہے۔ اور میں ہی ان لوگوں کے سامنے ذلیل ہوں گا۔ اب اس حال میں میں اپنی قوم کے پاس نہیں جا سکتا۔ یہ کہہ کر آپ سمندر کی طرف گئے۔ اور اپنی قوم سے دور جانے کے لئے کشتی میں سوار ہو گئے۔ جب کشتی چلی۔ سمندر میں ایک زبردست طوفان آیا۔ اس زمانہ میں لوگوں کا خیال تھا۔ کہ کشتی سمندر میں اس لئے طوفان سے ڈگمگاتی ہے۔ کہ کشتی میں کوئی چور ہو۔ یا کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ کر جا رہا ہو۔ جب طوفان آیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ہماری کشتی میں ضرور یا تو کوئی چور ہے۔ یا کوئی بھاگا ہوا غلام ہے۔ اس پر حضرت یونس ؑ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ کہ بھاگا ہوا غلام میں ہوں۔ لیکن کشتی والوں نے کہا۔ ہم نہیں مانتے کہ آپ بھاگ کر جا رہے ہیں۔ آپ تو

بڑے بزرگ

معلوم ہوتے ہیں۔ آخر انہوں نے قرعہ اندازی کی۔ تو حضرت یونس ؑ کا نام نکلا۔ اس پر بھی وہ خاموش ہو گئے۔ لیکن جب دیکھا کہ طوفان نہیں چھوڑتا۔ اور کشتی کے ڈوبنے کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے۔ تو انہوں نے حضرت یونس ؑ کو پکڑ کر سمندر میں پھینک دیا۔ جونہی انہوں نے آپ کو سمندر میں پھینکا۔ آپ کو

اللہ تعالےٰ کے حکم سے

ایک مچھلی نے نگل لیا۔ اور دو تین دن اپنے اندر رکھنے کے بعد ایک جگہ کنارے پر پھینک دیا۔ باہر جس جگہ آپ کو مچھلی نے پھینکا۔ وہاں اللہ تعالےٰ نے اپنی مشیت سے حلوا کدو کی بیل نکل آئی۔ آپ اس کے سایہ کے نیچے لیٹے رہے۔ چونکہ آپ کو دو تین دن ہوا نہیں ملی تھی۔ اس لئے آپ کو بہت کمزوری ہو گئی تھی۔ آپ نے

کدو کا پانی

اسکی بیل کے سایہ میں پڑے رہے۔ [illegible] مجھے خیال آیا۔ کہ کدو کا تیل دماغ کی طاقت کے لئے مفید ہے

اور حلوہ کدو اگر پکا کر کھایا جائے۔ تو وہ بھی دماغ کو اور بدن کو تقویت دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حلوہ کدو میں کچھ اور بھی خصوصیات ہیں۔ تبھی تو اللہ تعالےٰ نے حضرت یونس ؑ کے لئے اس کی بیل نکالی۔ پس دماغی اور جسمانی طاقت کے متعلق کدو کی طرف اطباء کو توجہ دینی چاہیئے) دو چار دن کے بعد کسی کیڑے نے اس بیل کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ سوکھ گئی۔ حضرت یونس ؑ نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی کہ یہ بیل میرا سہارا تھی۔ اور میں اس سے آرام حاصل کرتا تھا۔ اس بدبخت کیڑے نے اس کو کاٹ کر مجھے تکلیف میں ڈالا ہے۔ ابھی حضرت یونس انہی خیالات میں تھے کہ آپ کو الہام ہؤا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے یونس ہم نے

تمہیں سبق دینے کے لئے

یہ سب کچھ کیا ہے۔ یہ بیل تم نے اگائی نہیں تھی۔ اور نہ ہی تمہارا کچھ اس پر خرچ ہؤا تھا۔ صرف تم اس سے آرام حاصل کرتے تھے۔ وہ سوکھ گئی۔ تو تمہیں تکلیف ہوئی۔ اور تم نے کیڑے پر غصہ کا اظہار کیا۔ یونس! ایک بیل جس کو تم نے پیدا نہیں کیا۔ اس کے سوکھ جانے سے تمہیں اس قدر صدمہ ہؤا ہے۔ پھر تم مجھ سے کس طرح امید کرتے تھے کہ میں جس نے اس

ہزاروں ہزار مخلوق

کو پیدا کیا ہے۔ تمہیں خوش کرنے کے لئے اسے مار ڈالتا۔ باوجود اس کے کہ وہ توبہ کر رہے تھے۔ تمہاری قوم نے توبہ کی تھی۔ جاؤ اور جا کر ان کو ہدایت دو۔ پس حضرت یونس ؑ اپنی قوم کی طرف لوٹے۔ جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے آپ کی بہت قدر کی۔ تو جب اللہ تعالےٰ نے تضرع اور گریہ و زاری کے نتیجہ میں

غیر مشروط عذاب

کو ٹال دیا تھا۔ تو وہ ہم سے کیوں اس تغیر کے بعد شر کو نہیں روک سکتا۔ اور ہمارا یہ زمانہ تو خیر والا ہے۔ عذاب کا زمانہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی جماعتوں کے لئے عذاب نہیں ہوتا۔ بلکہ ابتلا ہوتے ہیں۔ جن میں ثابت قدمی دکھانے کے بعد ان کے لئے انعامات ہوتے ہیں۔ لیکن اگر یہ صورت نہ

بھی ہو۔ تب بھی ہمارے سامنے

نینوا کی مثال

موجود ہے۔ کہ باوجود بڑی زبردست پیشگوئی کے اللہ تعالےٰ نے ان سے عذاب کو ٹلا دیا۔ پس ہم کو قربانیوں کے ذریعہ اس تغیر کو نیک بنا دینا چاہیئے۔ بے شک ہر چکر کامیابی کا ایک نیا میدان پیش کرتا ہے۔ اور بغیر چکروں کے ترقی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہر چکر اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ اس کے مناسب حال قربانی کی جائے۔ اور جو قومیں قربانی کرنے سے گریز کرتی ہیں۔ وہ نئے چکر کے آنے پر گر جاتی ہیں۔ اور تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ اور کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتیں۔ پس ہماری جماعت کو

زیادہ سے زیادہ قربانیاں

کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے لئے اس تغیر کو نیک بنائے۔ ایک سال گذر گیا ہے۔ اور چار سال باقی ہیں۔ پانچ میں سے ایک سال گذر جانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ کل کا بیس فی صدی گذر گیا ہے۔ اور بیس فی صدی کوئی معمولی چیز نہیں۔ پس دوستوں کو غفلت کو ترک کرتے ہوئے۔ ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اور اپنی

تنظیم کو ہر رنگ میں مکمل

کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر تو یہ خیر کا دور ہے۔ تو ہماری قربانیاں اسے زیادہ خیر کا دور بنا دیں گی۔ اور اگر شر کا دور ہے۔ تو وہ ہماری قربانیوں سے نیک بن جائے گا۔ جن قوموں میں کثرت سے نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں سادات کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ان کے دلوں سے نشانات کی قدر کم ہو جاتی ہے۔ ہندوستان میں کئی چیزیں ایسی ہیں۔ جو یہاں کثرت سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً خربوزہ اور آم یہاں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ رستے پر ٹوکروں کے ٹوکرے ان کے پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور پاس سے گذرنے والا انہیں نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ لیکن یہی چیزیں انگلستان میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اور وہ انہیں اس طرح سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں۔ جس طرح ہیروں اور موتیوں

کو سنبھال کر رکھا جاتا ہے۔ اور جس دن وہ ان کو کھاتے ہیں۔ تو وہ یہ محسوس کرتے ہیں۔ گویا ان کے لئے عید آئی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں غریب سے غریب آدمی بھی پیسے ٹکے یا دو پیسے ٹکے خربوزے لے کر کھا لیتا ہے۔ اور اسے یہ محسوس نہیں ہوتا۔ کہ اس نے کوئی نئی چیز یا کوئی نیا پھل کھایا ہے۔ یہی حال ان قوموں کا ہوتا ہے۔ جن پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے

کثرت سے انعام

ہوتے ہیں۔ انعامات کی کثرت کی وجہ سے ان کے دلوں میں ان انعامات کی قدر کم ہو جاتی ہے۔ اور جب ان کے سامنے خدا کا کوئی نشان بیان کیا جاتا ہے۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ یہ باتیں تو ہم ہر روز سنتے رہتے ہیں۔ لیکن

حقیقی مومن کا طریق

یہ نہیں۔ وہ ہر انعام کی قدر کرتا ہے۔ اور خوش ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے پہلے تمام نعماء اور تمام احسانات کو شمار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں جنتیوں کے متعلق آتا ہے۔ کہ وہ اس نگاہ سے نعمت کو نہیں دیکھیں گے۔ کہ ہمیں خدا تعالےٰ نے یہ ایک نعمت دی ہے۔ بلکہ اس نگاہ سے دیکھیں گے۔ کہ یہ نعمتوں کی

کڑی میں سے ایک کڑی

ہے۔ موتی اپنی جگہ بے شک بہت قیمت رکھتا ہے۔ لیکن ہار کی قیمت ایک موتی کی قیمت سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جب بھی ان پر کوئی انعام ہوگا۔ تو وہ کہیں گے۔ اللہ تعالےٰ کا کتنا احسان ہے۔ کہ اس کا یہی ایک انعام نہیں ہؤا۔ بلکہ اس نے ایک لمبا سلسلہ انعاموں کا ہمارے لئے جاری کیا ہے۔ پس مومن اللہ تعالےٰ کے انعامات کا عادی نہیں ہو جاتا۔ کہ

نئے نئے انعام

کے وقت اسے یہ محسوس ہی نہ ہو۔ کہ اس پر خدا تعالےٰ نے انعام کیا ہے۔ بلکہ جب بھی اس پر اللہ تعالےٰ کوئی انعام کرتا ہے۔ تو وہ اگلے پچھلے سب انعاموں کو یاد کرتا ہے

جیساکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جب بھی جنتیوں کو کوئی انعام دیا جائیگا تو وہ کہیں گے۔

ھٰذا الذی رزقنا من قبل

کہ یہ اب پہلی دفعہ انعام نہیں ہوا۔ بلکہ اس سے پہلے بھی فلاں فلاں موقع پر اللہ تعالےٰ نے ہم پر ایسے ہی انعامات کئے تھے۔ یعنی جب جب انکو کوئی نعمت ملے گی۔ تو وہ کہیں گے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کا ہر ایک اور احسان نازل ہوا۔ غرض جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے کثرت سے نشان ظاہر ہوں۔ اس وقت مومنوں کا بھی یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ ان نشانات کی قدر کرتے ہوئے

زیادہ سے زیادہ قربانی

کریں۔ ورنہ آہستہ آہستہ نشانات کے متعلق قوم میں بے توجہگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے احسانات اور انعامات کا سلسلہ شروع ہو۔ تو پھر اس بات کو نہیں دیکھا جاتا کہ یہ انعام بڑا ہے اور یہ انعام چھوٹا ہے۔ ہر آنے والا انعام پہلے انعام سے بڑا ہوتا ہے۔ فرض کرو ایک شخص کے پاس دس روپے کا نوٹ ہے۔ لیکن اگر اس میں ایک چونی بھی شامل کر دی جائے تو وہ پہلے کی نسبت زیادہ ہو جاتا ہے۔ گو چونی دس روپے سے چھوٹی ہے۔ لیکن اس نے بھی دس روپے کے ساتھ مل کر اس میں زیادتی پیدا کر دی۔ پس کسی نشان اور کسی انعام کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئیے۔ ہماری جماعت کے لئے یہ زمانہ

بہت نزاکت کا زمانہ

ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعامات کی بارش ہو رہی ہے۔ اگر جماعت ان کی کماحقہ قدر نہ کرے گی۔ تو یہ بات اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب ہو گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے انعامات کی اتنی قدر کرتے تھے کہ جب بارش کے قطرات گرتے تو بعض دفعہ آپ اپنی زبان باہر نکالتے اور اس پر قطرات گراتے اور آپ فرماتے دیکھو

میرے رب کی تازہ نعمت

جب آپ پانی کے ایک قطرے کی اتنی قدر کرتے تھے۔ تو باقی نعماء کی قدر آپ کتنی کرتے ہوں گے۔ لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو چشمہ کا چشمہ بھی پی جائیں تو بھی ان کے منہ سے الحمد للہ نہیں نکلتا۔ ایسے لوگ اللہ تعالےٰ کے انعامات کی تحقیر کر کے اپنا انجام خود خراب کرتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو اپنے اندر روحانیت پیدا کرنی چاہئیے۔ اور

اللہ تعالےٰ کے نشانات کی قدر

کرنی چاہئیے۔ آپ اللہ تعالےٰ کے نشانات کی جتنی قدر کریں گے۔ اتنا ہی آپ کا ایمان بڑھے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ آپ نشانات کی قدر کریں۔ اور آپ کا ایمان نہ بڑھے۔ اور یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ کہ آپ میں ایمان ہو اور آپ نشانات کی قدر نہ کریں۔ کیونکہ یہ بات تسلیم شدہ ہے۔ کہ جتنا کسی میں ایمان ہو گا اتنا ہی وہ نشانات کی قدر کرے گا۔

تحریک جدید کے دفتر دوم میں ایک یا ایک سے زیادہ مجاہد دینے والوں کی فہرست!

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرما چکے ہیں کہ "تحریک جدید نے تبلیغ اسلام کیلئے ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ مگر اب وہ اس قدر وسیع ہو چکا ہے۔ کہ موجودہ چندے اس کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتے۔" اس واسطے ضرورت ہے۔ کہ احباب دفتر دوم کے لئے پانچ ہزار ایسے مجاہد سپاہی تیار کریں جو کم سے کم اپنی ایک ماہ کی آمد کا نصف راہ خدا میں قربان کریں۔ اور اگر کسی میں اس سے زیادہ کی توفیق ہو۔ تو اپنی آمد کے نصف سے جس قدر زیادہ دیں گے۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ ثواب لینے والے ہوں گے۔ دفتر دوم کی اس سکیم کو کامیاب کرنے کے متعلق فرمایا

کہ "ہر احمدی جس نے دفتر اول میں حصہ لیا ہے اسے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ کم از کم ایک آدمی دفتر دوم میں حصہ لینے والا پیدا کرے تا آپ کی روحانی نسل جاری رہے۔ اور روحانی نسل بڑھانے کا یہی طریق ہے۔ کہ ہر وہ شخص جو تحریک جدید کے دفتر اول میں حصہ لے رہا ہے وہ عہد کرے کہ نہ صرف آخر تک وہ خود پوری باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیتا رہے گا۔ بلکہ کم سے کم ایک آدمی ایسا تیار کرے گا۔ جو دفتر دوم میں حصہ لے"۔

دفتر اول کے ہر مجاہد کو جس نے ابھی تک دفتر دوم کے لئے اپنا قائم مقام مقرر نہیں فرمایا۔ چاہیئے کہ دفتر دوم کا ایک مجاہد جلد سے جلد تیار کرے۔ جن دوستوں نے دفتر دوم کے لئے ایک یا ایک سے زیادہ مجاہد تیار کئے ہیں۔ شکریہ کے ساتھ ان کے نام ذیل میں درج ہیں۔

اسمائے گرامی	تعداد کس	اسمائے گرامی	تعداد کس
آنریبل سر چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب	۳ کس	ماسٹر عبد الرحمن صاحب B.A./B.T. قادیان	۳ کس
صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ملتان	۱ "	چوہدری [illegible] محمد صاحب اٹھوال	۱ "

کیسا افسوسناک انجام ہوا!

گاڑی کی چھت پر سفر کرتا ہوا گر پڑا — جو کچھ پتا تھا وہ بھی بک گیا

جاری کردہ - نارتھ ویسٹرن ریلوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

ادویہ گو اپنی ذات میں اثر ضرور رکھتی ہیں۔ لیکن وہی خدا رسیدہ انسانوں کے روحانی اثر سے بہت زیادہ نافع بن جاتی ہیں۔ بلکہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایسے باخدا انسانوں کے ہاتھوں میں خاک بھی کیمیا کا حکم رکھتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق کسی نے کہا کہ ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند!

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو کون نہیں جانتا۔ آپ ان باکمال شخصیتوں میں سے تھے جنہیں لوگ گیتی شاذ ہی پیدا کرتی ہے علم طب کو بجا طور پر فخر ہے۔ کہ اس پایہ کے طبیب نے نوازا۔ اور یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کہ جہاں آپ جسمانی طبابت میں یکتا تھے۔ وہاں روحانی طبیب ہونے کے لحاظ سے بھی آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ اٹھرا کی بیماری کا نسخہ آپ نے خاص الٰہی تصرف کے ماتحت رقم فرمایا۔ چنانچہ ہم نے اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کئے۔ اس کا استعمال ہر طبیعت کے لئے مفید ثابت ہوا

ہم نے حضور کا نسخہ "اکسیر اٹھرا" کے نام سے تیار کیا ہے۔ جن مستورات کو اولاد نہ ہوتی ہو یا اسقاط کے مرض میں مبتلا ہوں۔ یا جن کے بچے بچپن میں آغوش مادر سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے "اکسیر اٹھرا" لاثانی دوا ہے۔ یہ گولیاں محنت کے ساتھ اور عمدہ خالص اجزا سے تیار کی جاتی ہیں ان میں ایرانی زعفران درجہ اول اور مشک تاتار درجہ اول ڈالا جاتا ہے ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس طرح کے اعلیٰ اور عمدہ اجزا سے تیار شدہ گولیاں اتنی ارزاں قیمت پر ہرگز کہیں سے نہیں ملیں گی دنیا میں اولاد بڑی نعمت ہے جو لوگ اس سے محروم ہیں۔ انہیں اس دوائی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ قیمت مکمل کورس بیس روپے

ملنے کا پتہ

طبیہ عجائب گھر (رجسٹرڈ) قادیان دارالامان

340

اسمائے گرامی	تعداد کس
مولوی عبدالواحد صاحب مبلغ کشمیر	۱ کس
خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب دارالرحمت	۱ ״
شیخ عبدالرحیم صاحب پراچہ دارالبرکات	۱ ״
حافظ عبدالواحد صاحب سندھ	۱ ״
میاں محمد رمضان صاحب دارالسعة	۱ ״
چوہدری غلام حسین صاحب چک ۹۸ شمالی	۲ ״
منشی محمد نواب خاں صاحب عرائض نویس لودھراں	۹ ״
مولوی محمد اسماعیل صاحب بقاپوری دہلی۔	۲ ״
سید علین علی شاہ صاحب سیبی	۱ ״
میاں عبدالواحد صاحب ریوڑی فروش لاہور	۳ ״
چوہدری سلطان احمد صاحب گوریالہ	۱ ״
چوہدری محمد عبداللہ صاحب سکھر	۱ ״
ڈاکٹر سید عبدالوحید صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں۔	۲ ״
مولوی رشید احمد صاحب چغتائی واقف زندگی۔	۱ ״
چوہدری ننھے خاں صاحب غازیکوٹ	۵ ״
بابو محمد عبداللہ صاحب انجنیئر ایران	۲ ״
ڈاکٹر سید عبدالرشید صاحب ایران	۶ ״
میاں عبدالحی صاحب سلواہ کشمیر	۴ ״
ایم عبداللہ صاحب عراق	۱ ״
سید فخر الاسلام صاحب تانڈلیانوالہ	۲ ״
حوالدار عبدالقدیر صاحب چاسہ بہار (دارالرحمت)	۲ ״
حوالدار کلرک عطاء اللہ صاحب (دارالرحمت)	۱ ״
کپٹن عبدالحمید صاحب فیلڈ کیشئر کلیان۔	۶ ״
ماسٹر ماموں خانصاحب دارالرحمت	۱ ״
حضرت مولوی شیر علی صاحب قادیان	۲ ״
حافظ عنایت اللہ صاحب دارالعلوم	۱ ״
بابو محمد بشیر صاحب چغتائی دارالبرکات	۴ ״
شیخ نورالدین صاحب تاجر قادیان	۱ ״
چوہدری عبدالحمید صاحب آصف واقف زندگی۔	۶ ״
شیخ فضل کریم صاحب وکیل پراچہ قادیان۔	۲ ״
ملک محمد شفیع صاحب دارالانوار	۱ ״
مولوی محمد احسان الحق صاحب پورینی بھاگلپور	۱ ״
مولوی محمد صدیق صاحب واقف زندگی	۱ ״
چوہدری نور محمد صاحب دیہاتی مبلغ قادیان	۱ ״
میاں غلام محمد صاحب چک سکندر	۱ ״
منشی عبدالرحمن صاحب نائب تحصیلدار فتح آباد امرتسر	۵ ״
میاں محمد علی صاحب طاہر لائن مین دھاریوال	۳ ״
حکیم حفیظ الرحمن صاحب حنیف بشیر آباد اسٹیٹ	۲ ״
پیر معین الدین صاحب فیروزپور شہر	۱ ״

ابھی تک دفتر اوّل کے جن مجاہدوں نے اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔ وہ فوری توجہ فرمادیں ۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (منیجر)

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ماسکو ۷ اگست۔ بصرہ میں انگریزی فوجیں بھیجنے کی جو کارروائی کی گئی ہے۔ اس کے خلاف ایران میں زبردست احتجاج ہو رہے ہیں۔ حکومت ایران کی طرف سے حکومت برطانیہ کو رسمی احتجاج بھی بھیج دیا گیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ اس کارروائی سے ایران کی آزادی کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اور یہ میثاق امم انحاد کی صریح خلاف ورزی ہے۔

سمر فا ۷ اگست ایک گدام کو آگ لگ گئی۔ جس نے بہت جلد خوفناک صورت اختیار کر لی۔ سارا گدام جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ اس گدام میں بیس ہزار ٹن سامان خوراک موجود تھا جس کی قیمت کا اندازہ ایک کروڑ تیرہ لاکھ ڈالر لگایا گیا ہے۔

لکھنؤ ۷ اگست۔ یو۔ پی کے کابینہ کے ارکان کی تعداد چھ سے نو کر دی گئی۔ تین نئے وزیروں کے نام یہ ہیں۔

گوڑگاؤں ۶ اگست۔ گورنر پنجاب نے ایک ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ بھاکڑہ ڈیم اور ننگل سکیم کے سلسلہ میں کام شروع ہو گیا ہے۔ بھاکڑہ پروجیکٹ پر تقریباً چالیس کروڑ روپیہ لگے گا۔ اور اس کی تکمیل میں دس سال لگ جائیں گے۔ ننگل سکیم جس کے ذریعے بجلی پیدا کی جائے گی۔ تقریباً ستر کروڑ روپے میں مکمل ہو گی۔

لاہور ۷ اگست آل انڈیا مسلم لیگ کے فیصلے کے مطابق مجلس عمل نے ڈائرکٹ ایکشن کا ہندوستان گیر پروگرام مرتب کر لیا ہے لیکن مجلس عمل نے صوبائی مسلم لیگوں کو بھی ہدایت کر دی ہے۔ کہ وہ مقامی حالات کے مطابق ڈائرکٹ ایکشن کا پروگرام خود بھی مرتب کریں۔

نیویارک ۷ اگست جمعیت اقوام نے اعلان کیا ہے۔ کہ جمعیت نے ۱۶۰ ملازم رکھ لئے ہیں۔ جو ۲۴ ممالک سے لئے گئے ہیں۔

نئی دہلی ۷ اگست سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے۔ کہ حاجیوں کا جہاز السیسی انیس خسرو بحفاظت تمام ۲ اگست کو جدہ پہنچ گیا ہے۔

لاہور ۷ اگست۔ آج نواب ممدوٹ نے ایک بیان میں بتایا۔ کہ خواہ مسلم لیگ کو کتنی ہی قربانیاں کیوں نہ کرنی پڑیں وہ نامنہاد اسمبلی کے کام کو ناممکن بنا دے گی۔

لاہور ۷ اگست۔ آج لاہور کے بازار صرافہ کے تازہ ترین نرخ مندرجہ ذیل ہیں:-

سونا لاہور -/-/۹۵ روپے
چاندی -/-/۱۶۶ پونڈ -/-/۶۷
امرتسر سونا -/۸/۹۸

نئی دہلی ۷ اگست آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے وزارتی سکیم کے بائیکاٹ اور ڈائرکٹ ایکشن کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اس سے سیاسی حلقوں میں بڑی حیرانی کا اظہار کیا جا رہا ہے اور ممکن ہے۔ کہ سر اسٹیفورڈ کرپس اور لارڈ ویول برطانوی کیبنٹ سے مشورہ کرنے کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز لنڈن جائیں۔

ناگپور ۷ اگست۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے وہ حکم منسوخ کر دیا ہے جس کی رو سے ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت آل انڈیا فارورڈ بلاک کو خلاف قانون قرار دیا گیا تھا۔

طہران ۷ اگست۔ کل رات ڈیموکریٹوں اور تودہ پارٹی (انتہا پسندوں) کے ممبروں میں تصادم ہو گیا۔ جس کے دوران میں بہت سے اشخاص ہلاک و زخمی ہو گئے۔

شنگھائی ۷ اگست ۲۶ سپاہی جو دوران جنگ میں چینی فوج سے غداری کر کے کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ مل گئے تھے۔ گذشتہ روز گولی سے اڑا دیئے گئے۔

سرینگر ۷ اگست:- آج شیخ محمد عبداللہ کے مقدمہ کی پھر سماعت ہوئی۔ وکیل صفائی نے مسٹر ہیالال درباری اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ خفیہ پولیس پر جرح کی۔ گواہ نے تسلیم کیا۔ کہ کشمیریوں کو خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ ریاستی فوج میں بھرتی نہیں کیا جاتا۔

واردھا ۸ اگست:۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آج شروع ہو گیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس اجلاس میں مسلم لیگ کے تازہ فیصلہ۔ اور ملک میں ہڑتالوں کا جو سلسلہ شروع ہے۔ اس پر غور کرنے کے علاوہ حال ہی میں پنڈت نہرو نے وائسرائے ہند سے جو ملاقات کی ہے۔ اس کی تفصیل پر بھی بحث کی جائے گی۔

نئی دہلی ۸ اگست۔ وائسرائے ہند نے آج پنجاب سرحد سندھ۔ یو۔ پی اور بنگال کے گورنروں سے ملاقات کی۔ اور تازہ سیاسی صورت حالات کے متعلق مشورہ کیا۔

مینگلور ۸ اگست۔ مسٹر آصف علی نے ایک بیان میں بتایا ہے۔ کہ گو سردار پٹیل اور مولانا آزاد نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ کانگرس اپنے اصول پر قائم رہے گی۔ لیکن مجھے امید ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں دستور ساز اسمبلی کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ ملک کی موجودہ سیاسی حالت اس امر کی متقاضی ہے۔ کہ سمجھوتہ کی کوئی نہ کوئی راہ ضرور نکالی جائے گی۔

کلکتہ ۸ اگست۔ بنگال گورنمنٹ نے ۱۶ جون کو عام تعطیل کا اعلان کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۸ اگست۔ حکومت ہند کے فوڈ ممبر نے ایک بیان میں کہا۔ کہ میری رائے میں کسی نہ کسی صورت میں تین سال تک مزید خوراک پر کنٹرول رہنا چاہیئے۔ ہندوستان میں زیادہ تر چاول برما اور سیام سے آتا ہے اور ان دونوں ممالک میں جنگ کی وجہ سے بڑی تباہی ہوئی ہے۔ اس لئے وہاں سے کافی عرصہ کے بعد چاول آ سکے گا۔

قادیان میں جائیداد کی خرید و فروخت

جو اصحاب قادیان اور اس کے گرد و نواح میں زمین یا مکان وغیرہ خریدنا یا فروخت کرنا چاہیں وہ خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ انشاء اللہ اس میں انہیں ہر قسم کی سہولت اور حفاظت رہیگی

خاکسار مرزا بشیر احمد
قادیان ۲۸/۷/۴۶